

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب .

سپیل سکینہ

پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.fl

sabelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

منظوم سجدے

مسلاد امام زمانہ عجل اللہ فرجه

ڈاکٹر مسعود رضا خاکی

عزیز بیبا ہے میں نے امام آئیں گے
ملی کے پرتے ہیں مشکل میں کام آئیں گے



پیدائش: میرٹھ ۵ جنوری ۱۹۲۶ء والد: آغا محمود رضا قزلباش

تعلیم: بارہائی سکول، جاوہر، سینٹرل انڈیا۔ (میٹرک ۱۹۴۳) فارسی آنرز، ۱۹۴۶ء
اُردو آنرز ۱۹۴۹ء پنجاب یونیورسٹی، ایم۔ اے اُردو، ۱۹۵۳ء گارڈن کالج راولپنڈی
(پنجاب یونیورسٹی) پی۔ ایچ۔ ڈی ۱۹۶۹ء برائے تحقیقی مقالہ ”اُردو افسانے کا ارتقاء“
ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس (ہومیوپیتھک ڈپلومہ ۱۹۸۷ء)

ملازمت: لیکچرار اُردو (۱۹۵۶ء تا ۱۹۷۰ء) اسٹنٹ پروفیسر (۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۷ء)
گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور، ڈپٹی ڈائریکٹر (جنرل) سررشتہ تعلیم، پنجاب، لاہور
(۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۹ء)، اسٹنٹ پروفیسر (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۶ء)، گورنمنٹ کالج باغبانپورہ لاہور

وفات: ۷ اگست ۱۹۸۸ء، لاہور

کتابیں

”تذکرہ کرب و بلا“ ۱۹۷۰ء، ”آیاتِ وفا“ ۱۹۷۳ء، لب کوثر، ۱۹۷۳ء
”کیفِ غم“ ۱۹۷۳ء، ”منظوم سجدے“ ۱۹۷۳ء، ہوائے خلد“ ۱۹۸۷ء
”اُردو افسانے کا ارتقاء“ ۱۹۸۷ء، ”معراجِ سخن“ (حمد و نعت) ۱۹۹۰ء

زیر طبع

”نعرہ حیدری“ (مناقب)، سلام و قصائدِ خاکی، قطعاتِ خاکی، اسلامی انقلاب
کلیاتِ خاکی۔

یہ کتاب
سید نذر عباس ہنوی
24 جولائی 2009ء کو
راولپنڈی میں خریدی

منظوم سجدے

میلاد امام زمانہ عمل الشرفیہ

ڈاکٹر مسعود رضا خاکی

التماس سورۃ فاتحہ /
برائے زوجہ پروفیسر غلام عباس
(صدر انجمن جعفریہ 9-11 اسلام آباد)

پبلشرز اینڈ پرنٹرز

اقتدار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

ہیہ: 50 روپے

سن اشاعت: مارچ 2003ء

مقررات

از جناب علامہ مولوی سید محمد سعید صاحب قند خلیب جامع شیعہ اسلامپور لاہور

تامر دشمن نکتہ باشد عیب و ہنرش ہفتہ باشد

انسان اپنی صورت سے اتنا نہیں پہچانتا جاسکتا جتنا کہ اپنے کلام سے

صورت صرف ظاہر کو دکھاتی ہے لیکن کلام وہ آئینہ ہے جس میں تکلم کا باطن

نظر آجاتا ہے عیب دار کے عیب اور ہنر مند کے ہنر کو کلام کھول کر دکھا

دیتا ہے۔ کوئی شخص بول کر ذلیل ہو جاتا ہے اور کوئی بولنے کی بدولت

عزیز تر ہو جاتا ہے۔ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ حضرت سیدہ سجاد کی مجلس میں

یہ بحث چھڑ گئی کہ خاموشی بہتر ہے یا گویائی۔ حاضرین کے دو فریق ہو گئے

ایک خاموشی کا مدافع تھا اور اپنے نظریہ کو ثابت کر رہا تھا دوسرا گویائی

کا حامی تھا اور اپنے دعوے کو ثابت کر رہا تھا۔ بحث طولانی ہو گئی تو امام

سے فیصلہ چاہا، تاجدار امامت گہرا نشان ہونے لگا کہ اگر میرا فیصلہ خاموشی کے حق

میں بھی ہو تو فیصلہ کہہ کر اور بول کر ہی تو دو دنگا خاموش رہ کر تو فیصلہ نہیں دے سکتا

لہذا اسی سے ثابت ہے کہ خاموشی سے گویائی بہتر ہے لیکن وہ گویائی

جس میں غیر پوشیدہ ہو، نیکی ہو بدی نہ ہو۔ فرمایا کہ انبیاء اور ائمہ بولنے ہی کیلئے

بھیجے گئے ہیں کیونکہ کسی کی ہدایت خاموش رہ کر نہیں ہو سکتی بول کر ہی

ہو سکتی ہے۔ ذکر خدا جو ایمان حضرات کا ذکر جو جن کا ذکر ذکر خدا ہے بول کر ہی

ہی کیا جاسکتا ہے اور بول کر ہی سنایا جاسکتا ہے خوش نصیب ہیں اللہ کے

وہ بندے جو ایسی ہستیوں کا بھری مٹھلوں میں ذکر کر کے اپنے موثر کلام سے

ہزاروں کو نصیبیاب اور شائب کرتے ہیں۔

عالمیناب پر وہ فیضان مسعود رضا خاکی کو جہاں کرم کریم سے تدین و تقدس

نہر دور و رخ، خلوص ایمان و کمال عرفان، تقویٰ و طہارت، علم و حکمت کے پیشانی

نشانے ملے ہیں وہاں ذوق سخن، قدرت کلام اور حسن بیان کا بھی وہ نیک

حاصل ہے جس نے نام کے خاکی کو عرضی کہے جانے کی لائق بنا دیا۔

میں نے موصوف کا کلام سنا بھی ہے اور دیکھا بھی عرفانی اور حقانی

کلام ہوتا ہے۔ جو دل کی گہرائی سے نکلتا ہے اور دل کی گہرائی میں پہنچتا ہے

آنکھ کے دماغ اور ناصحانہ کلام کا ایک مصرع و مٹھلوں کی ہزاروں بند و نصیحت

سے بڑھ کر اثر رکھتا ہے۔ سخن کلام کے تمام اصناف کے ساتھ سادگی کا یہ عالم

کہ بے ساختہ یہ مشہور مصرع یاد آجاتا ہے ۛ

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اسے خدا

میری تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے کلام

کی پیادوں کو سدا بہار قرار دے اور ان کو اور انکے کلام کو عمر دراز دے

تقریب

- ۱۔ نئے مضامین میں نظر میں نئی زمینوں کی جستجو ہے
- ۲۔ آرزو کا شوق بے پایاں لئے پھرتا ہوں میں ۱۰
- ۳۔ پل پل گن گن دن بیتا ہے تارے گن گن رات ۱۲
- ۴۔ اہل ایمان میں جہاں ذکر امام آتا ہے ۱۴
- ۵۔ اک نئے دور کا عنوان نظر آئے گا ۱۶
- ۶۔ سکون و صبر و قرار لے کر وہ آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں ۱۹
- ۷۔ جشن کی رات ہے یہ بلکہ ہے بارات کی رات ۲۲
- ۸۔ یہ نوبت آگئی عصرِ رواں کی بے حیائی سے ۲۴
- ۹۔ کیسی کیسی نعمتیں ہنسی ماہِ شعبانی لئے ۲۷
- ۱۰۔ پردہ ہی پردہ میں جب اُن سے شناسائی ہوئی ۳۳
- ۱۱۔ ٹھٹھہ ٹھٹھہ اہل ذرا بچلی کہاں لئے ہوئے ۳۶
- ۱۲۔ تو رہ کر رہے ہیں ہر اک انقلاب کے ۴۰
- ۱۳۔ فخر کرتے ہیں گنہگارِ خدا خیر کرے ۴۳

بہارِ شگفتہ کو میں نے کہیں کہیں سے دیکھا اور اپنے تازہ ترین
تاثرات کو دیرینہ تاثرات کی تائید پا کر قلم بند کر دیا۔
پھر ایک بار دعا کرتا ہوں ع
اللہ کرے زورِ کلام اور زیادہ

نقط

۲۷ جولائی ۱۹۶۷ء
ر دستخط) سید محمد جعفر صاحب

- ۱۴۔ مولائے گل امام زماں آجھی جانیے ۴۶
- ۱۵۔ نئے مسائل سجا کے دامن میں لارہا ہے نیازا ۴۹
- ۱۶۔ خدا کے امر کا جس پر نزول ہوتا ہے ۵۳
- ۱۷۔ میں ان کی جستجو میں رہوں کم تو عید ہو ۵۵
- ۱۸۔ خدا کے راز داں بھی ہیں جن کے ترجمان بھی ہیں ۵۷
- ۱۹۔ خود برج کاذب سے دلوں کا امتحان کب تک ۶۰
- ۲۰۔ نگہبانی جو کرتے ہیں نگاہوں سے نہاں ہو کر ۶۲
- ۲۱۔ پردہ میں ہے جو حامل عرفانِ فاطمہؑ ۶۴
- ۲۲۔ رسول پاک کے قائم مقام کو ڈھونڈو ۶۷
- ۲۳۔ عریضہ بیجا ہے میں نے امام آئیں گے ۷۰
- ۲۴۔ آرزو تھی جنہیں بلانے کی ۷۳
- ۲۵۔ عرش پر پہنچے نہ کیوں آج دماغ بشری ۷۵
- ۲۶۔ دستور تقایہ عہد رسالت مآب میں ۸۲
- ۲۷۔ قدرت کو دیکھو دیکھو کے پروردگار کی ۸۵
- ۲۸۔ اسلام کو بچانے کا کون آپ کے سوا ۸۹
- ۲۹۔ ارباب فکر و فہم سے میرا خطاب ہے ۹۲



نئے مضامین میں نظر میں نئی زمیوں کی جستجو ہے
 ثنائے آل رسولؐ ہی سے کلام شاعر کی آبرو ہے
 وہ بارہ ارکانِ نور جن کے بے قائم ہے یہ خدائی
 ہر ایک ان میں سے ہے محمدؐ اور اس پر یہ لطف ہو چکا ہے
 نبیؐ سے کتنی بھی پوجت نہیں ہے عشقِ علیؑ جو دل میں
 قیوں بکھریئے کر بیسے ناز ہے اور بے دمنو ہے
 نبیؐ کی وہ آخری وصیت جو ضبطِ تحریر میں نہ آئی
 اسی میں اسلام کی بقا ہے اسی میں ایمان کا ثوبہ ہے

خدیجہ و فاطمہ کی دولت پر پلنے والوں سے کوئی پوچھے
اب اور کیا رہ گیا ہے جس کی انہیں شب و روز جستجو ہے

وقارِ دین خدا ہے جن سے حُسن کی ایشا رکوشیاں ہیں
بہارِ باغِ نجا ہے جس سے حسین ہی کا تو وہ لہو ہے

ہمارے اعمال کا نتیجہ قبابِ مہتابِ عذابِ مہتاب
مگر یہ آلِ نبی ہیں جن کے سبب سے دنیا میں رنگ لے جاتا ہے

کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کو گھمنڈ تھا اپنی سلطنت پر
حیثیت کا عروج دیکھیں کہ تذکرہ اس کا کو کب ہو ہے

جنابِ بیمارِ کربلا نے وہ نسخہ زندگی دیا ہے
کہ جس خزاں دیدہ دور میں بھی ہمارے گلشن کی آبرو ہے

علوم کے بحرِ بے کراں تھے امامِ باقرؑ امامِ جعفرؑ
مگر نمازِ تہجد جیسا پہلے اسی طرح سے تھی صوبہ ہے

مٹی ہے حرفِ غلط کی صورتِ قدیم بغداد کی حکومت
مگر جہاں میں رسدِ کاظم کی آبرو اب بھی چارو ہے

محمدؐ ابنِ علیؑ کا تقویٰ عمل کی دنیا میں ہے مشابہی!
جسے بھی اُن سے ہے کچھ عقیدت وہی زمانے میں نیک ٹو ہے

نعتی بھی پاکیزہ سیرتی کا نمونہ ایسا دکھا گئے ہیں
کہ جس نے بھی اُن کی پیروی کی وہ دین و دنیا میں سرخرو ہے

حسُن بھی تھے حجتِ الہی پھر اُن کے بعد ایسی ذات اُن
جو آج بھی انبیاء کی صورتِ خدا سے سروتِ گشتگو ہے

امام کون و مکاں دہی ہیں دہی پیر کے جانشین ہیں
اُن ہی سے ایمان ہے سلامت اُن ہی سے قرآن کی آیت ہے

قریب ہے وہ سحر بھی خاکی جب اُن کا چہرے ظہور ہوگا
یہ ظلم دنیا سے دور ہوگا کہ جس سے انساں لہو ٹو ہے

وگ میری آرزو کا کیوں اڑاتے ہیں مذاق
عقل حیراں دیدہ گریاں لئے پھرتا ہوں میں

دل کے اندھوں کو خدا کے نور سے رغبت نہیں
جاہلوں کے سامنے قرآن لئے پھرتا ہوں میں

صفوہ قرطاس ہے مانند میدان جہاد
خانہ مثل خنجر براں لئے پھرتا ہوں میں

سینہ اسلام میں ہے خنجر صیونیت
میرے مولا خواہش درماں لئے پھرتا ہوں میں

موت سے تو ہر قدم پر واسطہ ہے آج کل
زیست کی تکمیل کا سماں لئے پھرتا ہوں میں

خانگی منگیں کو سامان بعتا کی ہے تلاش
محبت محمود کا عنوان لئے پھرتا ہوں میں



آرزو کا شوق بے پایاں لئے پھرتا ہوں میں
جستجوئے صاحبِ دواں لئے پھرتا ہوں میں

ظلم دے دینی کا افسانہ سنانے کے لئے
دل میں اک جذبات کا طوفان لئے پھرتا ہوں میں

آج ڈھونڈے سے کہیں انسان تخلص آتا نہیں
آپ کے دیدار کا ارماں لئے پھرتا ہوں میں

وقت کے ظلمت کہہ میں رہناٹی کے لئے
زیرِ مژگاں گوہر تاباں لئے پھرتا ہوں میں

وقت کے دامن میں گنجائش نہیں ہے دین کی
رہنروں میں دولتِ ایماں لئے پھرتا ہوں میں

پل پل، گن گن دن بیتا ہے تارے گن گن رات
 مولا، اب تو ابھی جاؤ بگڑ چکے حالات!

ننگی ننگی پاپ کی باتیں، ڈگر ڈگر ہے لوٹ
 پیار کے بندھن اک اک کر کے مارے گئے ہیں لوٹ

راکشسوں کو محبوٹ ملی ہے دھرم نے کھائی مات
 مولا، اب تو ابھی جاؤ بگڑ چکے حالات

اڑی اڑی سی رنگت سب کی کوٹھے کوٹھے میں
 پورب پچھم اتھ دن کہیں نہیں سکھ چین

کال کی ماری جنتا ماری مانگے ہے برسات
 مولا، اب تو ابھی جاؤ بگڑ چکے حالات

ڈوب رہی ہے دل کی نیا، اکٹری اکٹری سانس
 جگ کے کھیون ہار کہاں ہو، ٹوٹ رہی ہے آس

اب تو ہرشن دے دو ہم کو اب تو سن لو بات
 مولا، اب تو ابھی جاؤ بگڑ چکے حالات

اہل ایمان میں جہاں ذکرِ امام آتا ہے
جبرئیل آتے ہیں خالق کا سلام آتا ہے

کعبہ سے غلہ کو جاتا ہے جو رستہ اُس میں
کر بلا نام ہے جس کا وہ مقام آتا ہے

دین و ایمان کے لئے جہاں پر جو کھیل گئے
اُن میں اک چھوٹے سے بچے کا بھی نام آتا ہے

دین کامل ہی نہیں ہوتا امامت کے بغیر
صرف قرآن نہ کام آیا نہ کام آتا ہے

گلِ ایمان بھی علیؑ حاصلِ قرآن بھی علیؑ
کوئی مشکل ہو نہ باں پر یہی نام آتا ہے

یا علیؑ کہہ کے چلو کرب و بلا کی جانب
نورِ آنکھوں میں ہوتی لطفِ خرام آتا ہے

بعد احمد ہیں علیؑ پھر ہیں حسنؑ اور حسینؑ
اور پھر سیدِ سجادؑ کا نام آتا ہے،

باقرؑ و جعفرؑ و کاظمؑ ہوں رضائوں کہ تقیؑ
ایک کے بعد دوسرے ایک امام آتا ہے

ورثہٴ نورِ نقیؑ سے یہ حسنؑ تک پہنچا
اور پھر حجتِ قائمؑ کا مقام آتا ہے

صاحبِ الامرؑ سے دنیا کبھی خالی نہ رہی
اُنکے پاس آج بھی خالق کا کلام آتا ہے

جس کو وہ چاہتے ہیں فکرِ رسا دیتے ہیں
نظمِ خاکی میں یہ نہیں رنگِ دوام آتا ہے

حکمِ ربّی سے ہے بس ایک جھلک کی ہمت
ورنہ پھر راستہ سنانِ نظر آئے گا

اُن کی غیبت میں ہر اک فرد کو آزادی ہے
ہر عمل کے لئے میدانِ نظر آئے گا

امتحانِ نوریٰ بشر کا ہے حسد کو منظور
ظاہرہ دین کا نقصان نظر آئے گا

دلچسپی باندھے ہوئے پردہ غیبت کی طرت
ہر زمانے کا مسلمان نظر آئے گا

پردہ غیبت کا اٹھے گا تو قیامت ہوگی
عدل و انصاف کا سامان نظر آئے گا

ہم اسی دن کی زیارت کے لئے زندہ ہیں
جب خدائی کانگہبانِ نظر آئے گا

اک نئے دور کا عنوان نظر آئے گا
فرشِ پر عرش کا سامان نظر آئے گا

آج پیشانیاں چمکیں گی ستاروں کی طرح
آج ایمان ہی ایمان نظر آئے گا

پاسبانی کے لئے جس کی ہے غیبت کا حصہ
دین کا آج وہ سلطان نظر آئے گا

جس کے قبضے میں زمانے کی حکومت ہوگی
آج اس رتبہ کا انسان نظر آئے گا

اُن کے آنتے ہی بدل جائے گا دنیا کا نظام
دُم دبائے ہوئے شیطان نظر آئے گا

کرۃ ارض پر پھر ایک حکومت ہوگی
پھر وہی تختِ سلیمان نظر آئے گا

وہ مساواتِ محمد کا زمانہ ہوگا
سُکرتا ہوا آسمان نظر آئے گا

پھر ملیں گی نہ کہیں ظلم و ستم کی باتیں
ہر طرف امن کا سامان نظر آئے گا

جلد سے جلد ہو مولا کی زیارت خاکے
اب تو ہر دل میں یارِ مان نظر آئے گا



سکون و صبر و اقرار لے کر وہ آہے ہیں آہے ہیں
دوائے قلبِ نگار لے کر وہ آہے ہیں وہ آہے ہیں

نیازانہ نئے تقاضے لئے ہوئے اُن کا منتظر ہے
سنا ہے حُسنِ بہار لے کر وہ آہے ہیں وہ آہے ہیں

زمین سے ظلمتیں مٹانے قلوب سے کلفتیں مٹانے
جبال پروردگار لے کر وہ آہے ہیں وہ آہے ہیں

عزور ٹوٹے گا اہلِ شرک ابرہے کا رتبہ ہر اک بشر کا
خزانتِ روزگار لے کر وہ آہے ہیں وہ آہے ہیں

غازب اُن کی اقتدا میں فلک سے اُگر پڑھیں گے عیسیٰ
عبادتوں کا وقار لے کر وہ آرہے ہیں وہ آرہے ہیں

کہاں چلی گردشِ زمانہ اُلٹ کے دنیا کا کارخانہ
دوائے ہر انتشار لے کر وہ آئے ہیں وہ آئے ہیں

امام باڑوں میں روشنی ہے دلوں کی دبیر کن ٹہری ہوئی ہے
حیثیت کی بہار لے کر وہ آئے ہیں وہ آرہے ہیں

جو اہلِ کین ہیں وہ جل رہے ہیں نفاق کے بلِ کل ہے ہیں
خدا سے پھر ذوالنقار لے کر وہ آئے ہیں وہ آئے ہیں

گنہگاروں کو حوصلہ ہے کہ بابِ توبہ کھلا ہوا ہے
نظامِ آمرزگار لے کر وہ آئے ہیں وہ آرہے ہیں

یہ آج اعلانِ عام ہو گا کہ اب ظہورِ امام ہو گا
لانگہ کی قطار لے کر وہ آئے ہیں وہ آئے ہیں

خدا کی محبتِ عقبہ جن کا ہر اک پہ واجباً ہے جن کا
رسول کی یادگار لے کر وہ آرہے ہیں وہ آرہے ہیں

شریعتِ مصطفیٰ آرہے گی ولایتِ مرتضیٰ آرہے گی
حیات کا اقتدار لے کر وہ آرہے ہیں وہ آئے ہیں

خبر ملی ہے یہ جب سے خاکی ٹھہر گئی میری سینہ چاکی
کہ مرہمِ روزگار لے کر وہ آرہے ہیں وہ آئے ہیں



جن کی رات ہے یہ بلکہ ہے بارات کی رات
میرے مولا کی ہے تقریب ملاقات کی رات

بار ہویں برج امامت پہ رسائی ہو گی!
آج کی رات ہے تسبیح و مناجات کی رات

دل کھچا جاتا ہے خود مرکز ایماں کی طرف
آج کی رات ہے پاکیزہ خیالات کی رات

آج معبود سے بندوں کو ملیں گے تحفے
آج کی رات ہے خالق کی عنایات کی رات

برد کامل نے عقیدت سے یہ اعزاز کیا
آج کی رات ہے اللہ کی آیات کی رات

آج مسراج پر پہنچے گا تخیل میرا
آج کی رات ہے تسخیر سماوات کی رات

جاؤں گا خدمت مولا میں عسریضہ لے کر
آج کی رات ہے نذرانہ و سونات کی رات

بلین زحیں سے نمایاں ہوا نور کو نمینے
عرش نے فرش پہ دیکھی یہ کمالات کی رات

یہ چراغاں یہ چمکتے ہوئے چہرہ دوں کا ہجوم
دل یہ کہتا ہے ہوئی نور کی برسات کی رات

جس کے جو دل میں ہے وہ آج ملے گا اسکو
اس کو کہتے ہیں مدارات و فیوضات کی رات

خیر مقدم کو چلو رحمت باری آئی،
قائم آل محمد کی سواری آئی،

یہ نوبت آگئی عصرِ رواں کی بے حیائی سے
نئی تہذیب عاری ہے لباسِ پارسانی سے

طریقِ شیطنیت ہے اس نظامِ زرپرستی میں
خریدا جا رہا ہے دینِ بالائی کسائی سے

کلامِ پاک ہے آراستہ جزدان میں لیکن
عسردارِ ہنر دکھارہا ہے کبریائی سے

جسے اسلام کہتے ہیں وہ ڈھونڈے سے نہیں ملتا
نظرِ حجاز رہا ہے وہ عمارت ہے بُرائی سے

جو اپنے تھے وہ غیروں کے پرستاروں میں شامل ہیں
مسلمان سے مسلمان مل رہا ہے کج ارادائی سے

مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی پر روتی ہیں
وہ تاریکیوں جو روشن نہیں جلالِ مرتضائی سے

جو اجہل ہیں انہیں اب لوگ سلامتہ سمجھتے ہیں
خباثت بڑھتی جاتی ہے جہالتِ آشنائی سے

جنہیں ہے علم کا دعوئے زمیں پر ٹپک نہیں سکتے
خلاؤں میں بھٹکتے ہیں غزورِ خود منائی سے

میری آنکھیں ہر آنے والے دن کی راہ لگتی ہیں
مگر ہر دن چسپا لیتا ہے نظریں کس صفائی سے

امامِ عصر کی خدمت میں اسے بادِ صبا لے جا
عرصۂ مکہ رہا ہوں آنسوؤں کی روشنائی سے



کیسی کیسی نعمتیں ہے ماہ شعبانی لئے
 سوچتے ہیں ہم تو رہ جاتے ہیں حیرانی لئے
 قیسری اس ماہ کی ہے نورِ ایسانی لئے
 پندرہویں تاریخ ہے نظمِ جہانبانی لئے
 قائم اہل محمد صاحبِ عصر و زمان
 آگئے ہیں اب قیامت تک کی سلطان لئے
 مل گئی تاریکیِ باطل سے دنیا کو نجات
 آفتابِ حق نکل آیا درخشانی لئے

میرے آقا میرے مولا یہ پردہ اب اٹھا دیجیے
 بدل دیجیے زمانے کی بُرائی کو بھلائی سے

مساجد ہیں مگر خالی مجالس ہیں مگر رسمیں
 بچا نیچے مسلمانوں کو اگر جگ ہنسائی سے

حقیقت ہے نہ غیرت ہے نہ پاسِ آدمیت ہے
 یہ بگڑی اب بننے گی آپ کی معجز نمائی سے

گھٹا جاتا ہے دم سینے میں اب آجائے مولا
 زمین کو جگ لگا دیجیے سپر اے مصطفائی سے

تمنائے قدمِ بوسمی دلِ خاکی میں ہے لیکن
 جسے گی بات یہ بھی آپ کی مشکلا کشائی سے

آسمانوں سے فرشتے صف بصف آنے لگے
حجت حق کے لئے احکام ربانی لئے

پردہِ غیبت میں ہے اس طرح تنویرِ امام
جیسے دل ہو جیذِ الفت کی طغیانی لئے

جیسے عیسیٰؑ و امینؑ میں مصروفِ کلام
جیسے آغوشِ بواختِ سلیمانی لئے

جیسے پھولوں کی ٹہک ہو زبیرِ دامانِ شمیم!
جیسے مقاداد و ابوذرؓ ذوقِ ایمانی لئے

پنچتن ہوں جس طرح زیرِ کسائے مصطفیٰؐ
جیسے ہوں روح الامیں آیاتِ قرآنی لئے

جیسے بستر پر پیمبرؐ کے علیؑ ہوں جو خواب
جیسے موٹھی ہوں یدِ میضیٰ کی تابانی لئے

جیسے میٹم کی زبان پر ہوشنائے مرتضیٰؑ
طور پر جیسے شجر تنویرِ یزدانی لئے

پردہِ اسرار کی یہ خوشنمائی دیکھ کر!
جستجو آگے بڑھی یوں مطلعِ ثمانی لئے
(مطلع)

پیکرِ حسنِ ازل ہے روحِ انسانی لئے
عشقِ محو دید ہے ذوقِ غزلِ خوانی لئے

کون آیا ہے چمن میں جلوہ سامانی لئے
کھل رہی ہے ہر گل آنکھوں میں سیرانی لئے

حسنِ یوسفِ قصۃؑ پار نیہ ہے چھوڑو اُسے
اب زلیخانےؑ غزل ہے ذوقِ سلطانی لئے

طو راب تار یک ہے آلِ نبیؐ کو ڈھونڈیے
اُن میں ہر اک فرد ہے الزامِ یزدانی لئے

اُٹھ گیا آنکھوں سے جب پردہ تو یہ آیا نظر
آئینہ ہے پر تو محبوب سبحانی لئے

اُن کی آہٹ پر لگے ہیں کان آنکھیں فرس راہ
کٹ رہی ہے زندگی یہ شانِ ایمانی لئے

اب قیامت ہو گیا ہے اس شبِ فرقت کا طول
ابھی جا اے آنے والے حشر سامانی لئے

صبح کے آثار اُبھرے مطلع دیگر کے ساتھ
آئی آوازِ اذان تاشیدِ ربّانی لئے
مطلع

مژدہ اے خاکی اٹھو اخلاصِ ایمانی لئے
صبحِ نو ظاہر ہوئی انوارِ یزدانی لئے

پردہِ غیبت اٹک کر آتے طے ہیں امام
ہر بشر کے واسطے آئینِ قرسانی لئے

آ رہا ہے درشہ دارِ رحمت اللعالمین
بیٹھ جاؤ راہ میں کشکولِ سلمانی لئے

وارثِ مشککشہ، نورِ نگاہِ فاطمہ
آئے گا مثلِ حسنِ اوصافِ عمرانی لئے

پھر سے دیکھے گا زمانہ حُسنِ رخسارِ حسین
پھر اامت آئے گا پر نورِ پیشانی لئے

دشمنوں کے ساتھ اب تک تو رہا حُسنِ سلوک
اب خدا کا ہاتھ ہو گا برقی طوفانی لئے

انتقامِ کربلا کے واسطے پھر ذوالفقار
عدل کے ہاتھوں میں ہو گی اپنی عزیمانی لئے

جلوہِ فسرما ہو رہے ہیں "م-ح اور م-د"
مسندِ انصاف پر فسرمانِ ربّانی لئے

ظالموں کو اب بہت جلدی سزا مل جائے گی
حلقہ اہلبیت ہے یہ پریشانی لئے

جن کے دل ایمان کی تنویر سے معمور ہیں
خیر مقدم کو برے ہیں ذوقِ عرفانی لئے

ہم بھی خاک سے نامہ اعمال دھونے کے لئے
آنکھ کے ساعز میں ہیں اخلاص کا پانی لئے



پروے پروے ہی میں جب ان سے شناسائی ہوئی
دل نے دوہرائی، جو تھی جان بہ بن آئی ہوئی

ان کے دامن سے لپٹنے کے لئے خاک ہوئے
آخر کار ہماری بھی پزیرائی ہوئی

راہ میں ہم نے بھی آنکھوں کو بچھایا لیکن
ہوش جب آیا تو ہر آنکھ تھی پتھرائی ہوئی

انتظار اور سہی اور سہی اور سہی
ان سے ملنے کی قسم ہم نے بھی ہے کھائی ہوئی

بھول کھلتے ہیں مگر آنکھ میں آنسوے کر
ان کی دوری نے یہ تکلیف ہے پہنچائی ہوئی

بڑھتی جاتی ہے یہ بچینی دل اسے خاک
 اُن کے آنے کی خبر کس کی ہے پھیلائی ہوئی
 مطلع

یہ غزال میں نے جو لکھ دی تو پزیرائی ہوئی
 سامنے آئی صبا ناز سے اٹھائی ہوئی

دل نے محسوس کیا اس میں ہلک ہے آنکی
 ہونہ ہو اُن کے قدم چوم کے ہے آئی ہوئی

میں نے دیکھا کہ ہوئی ماند ستاروں کی ضیا
 میں نے پوچھا کہ ہے کیوں چاندنی سنولائی ہوئی

مسکراتی ہوئی کلیوں نے کہا مژدہ باد
 جوش پر رحمت معبود ہے پھر آئی ہوئی

صاحب العصر کی آمد ہے ہنسی کھیل نہیں
 آج خود گردش دولاں بھی ہے گھرائی ہوئی

اُن کے آنے سے اندھیروں کا مقدر چمکا
 پہلے یہ دنیا نظر آتی تھی گہنائی ہوئی

بارہویں برج امامت نے دکھایا جلوہ
 جو اندھیرے میں تختے اب انکی بھی شنوائی ہوئی

جھوٹ کے واسطے چھپنے کی جگہ کوئی نہیں
 پھر نایاب نئے انداز میں سچائی ہوئی

یوں نظر آتی ہے پیشانی مومن جیسے
 حرم کوثر پہ فرشتوں نے ہے چمکائی ہوئی

نور محبوب خدا پھر سے نمایاں جو ہوا
 فرش پر عرش کی ہے آنکھ بھی للچائی ہوئی

میری قسمت میں جو تھی اُن کی زیارت خاک
 جیتے جی ہے یہ مترت کی گھڑی آئی ہوئی

بس ایک فرصت نظر بس ایک حرفِ مدعا
عزیزہ میرا جانے گا یہ خبریاں لئے ہوئے

وہ صبح کی اذواں ہوئی وہ تیرگی دھواں ہوئی
وہ زندگی جواں ہوئی سرورِ جاں لئے ہوئے

حسن کے نور عین کا ظہور ہے قریب تر
زمین ہے آج عرش کی بلندیاں لئے ہوئے

وہ حجتِ الہیہ عیاں ہوئی ہے دیکھئے
رسولِ کائنات کی تجلیاں لئے ہوئے
مطلع

فرشتے جس کے نور کو ہیں درمیاں لئے ہوئے
اُسی کی گردِ رنگدہر ہے کبکشاں لئے ہوئے

امامِ عسکری کے گھر خدا کے گھر کا نور ہے
ذہبی نقوش اور وہی بلندیاں لئے ہوئے

ٹھہر ٹھہرا جل ذرا چلی کہاں لئے ہوئے
سنا ہے آ رہے ہیں وہ قرارِ جاں لئے ہوئے

بڑھا کے میرا حوصلہ گئی ہے اُن کو ڈھونڈنے
ہوئے مزارِ حقّی جو مستیاں لئے ہوئے

جلا کے میرا اُشیاں تڑپ رہی ہیں بجلیاں
نفس کی تینیاں بھی ہیں اب کندھیاں لئے ہوئے

یہ استمانِ سخت ہے اُدھر ہیں وہ حجاب میں
ادھر تڑپ رہا ہوں میں غم نہاں لئے ہوئے

عنانِ عدل نسا منے امامِ عصر آگئے
تبرکاتِ انبیاء کا کارواں لئے ہوئے

عبائے مصطفیٰؐ بھی ہے قبائے مرتضیٰؑ ہے
حسن کے علم و حکم کی نشانیاں لئے ہوئے

بجائے پتر سر پہ ہے ردائے بنتِ مصطفیٰؐ
حسینؑ جس کے تھے امیں وہی نشان لئے ہوئے

جیں پہ نورِ عابدی نظر میں عزمِ باقری
قدم قدم پہ صدق کی بلندیاں لئے ہوئے

وہی طریقِ کاظمی وہی سلیقہٴ رضا
وہی اقامتِ تقیؑ وہی اذان لئے ہوئے

فتیٰ و عسکری کے ہیں نقوش جس کے درپہیں
وہ نسیبِ الیہی ہے دو جہاں لئے ہوئے

وہ جن کا انتظار تھا وہ جن پہ اعتبار تھا
مدد کو آگئے ہیں فوجِ قدسیاں لئے ہوئے

ہے ذوالفقارِ ڈاب میں مسیح ہے رکاب میں
نظامِ کفر و شرک کی تباہیاں لئے ہوئے

اب آئے کفر سامنے تو ہم اُسے تباہیں گے
عذاب کس کے واسطے ہے آسماں لئے ہوئے

کہاں ہو خاکِ حسنیٰ امام آگئے قرین
جھکاؤ سجدے میں جبیں سرورِ جہاں لئے ہوئے

تو یہ کہہ رہے ہیں ہر اک انقلاب کے
قدرت دکھا رہی ہے نونے عذاب کے

ایمان کی تلاش میں پھرتے ہیں اہل شکر
لیکن قدم قدم پہ ہیں جو سے سراب کے

اسلام ہے حق تعالیٰ سے باوقار
معنی بدل گئے ہیں عذاب و ثواب کے

شکر کوں پہ گھومتی ہیں خواتین بے حجاب
فیض بدل رہے ہیں حیا و حجاب کے

ہوتا ہے مول تول عزائے حسینؑ میں
بڑھتے ہیں دامِ ماہِ عزاء میں خطاب کے

یہ دور مختلف نہیں دورِ مزید سے !!
چرچے اُسی طرح سے ہیں رقصِ شراب کے

نیلام ہو رہی ہے شریعتِ رسول کی
عالم میں زرخسرید رئیس و نواب کے

خاکی چلو امامِ زمانہ کو ڈھونڈنے!
دنیا قریب آگئی یوم الحساب کے
مطلع

آبِ حیات قدموں میں ہے آنجناب کے
وہ بار ہوئی وہی ہیں رسالتِ مآب کے

اُن کے کمالِ علم کے قائل ہیں جبریلؑ
دارت وہی ہیں منزلتِ بو تراب کے

اُن کی رگوں میں بھی ہے وہی فاطمی لہو !
انوار جس میں سب ہیں رسالت مآب کے

صورت حسن کی اور ہے سیرت حسین کی
ہمنام ہیں وہ صاحب ام الکتاب کے

چلتی ہے اب اُن ہی کے اشارے پر کائنات
حاکم ہیں وہ حدودِ شہود و غیاب کے

آتے ہیں اب ملائکہ و روح اُن کے پاس
مالک ہیں وہ تمام حساب و کتاب کے

خاکی عریضہ پیش کر د اُن کے سامنے
نغضوں میں سے کر آذرینے گلاب کے



فخر کرتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے
یہ قیامت کے آثار خدا خیر کرے

دل ہے اور شعلہ افکار خدا خیر کرے
جیل رہے ہیں درد دیوار خدا خیر کرے

کوئی دہزن، کوئی عیار خدا خیر کرے
اب ہے یہ قوم کا کردار خدا خیر کرے

جان ہے جسم سے بیزار خدا خیر کرے
گرم ہے موت کا بازار خدا خیر کرے

جن کے پردے کی قسم اہل نظر کھاتے تھے
وہ ہیں عریاں کسب بازار خدا خیر کرے

دے دیا زہر میمانے دوا کے بدلے
بچکیاں لیتا ہے بسیار خدا خیر کرے

جن کے سائے میں مسافر کو سکوں ملتا تھا
ڈس رہے ہیں وہی اشجار خدا خیر کرے

ظلم اور جہل میں اک فرد یا اک قوم نہیں
پوری دنیا بے گرفتار خدا خیر کرے

جن کی بکیر نے راتوں کو ضیا بخشی تھی
ان کی گردن میں ہے زُتار خدا خیر کرے

اب نمازوں کا تقدس ہے نہ مسجدوں کا بھرم
جن کو دیکھو ہے ریاکار خدا خیر کرنے

اب کی برسات میں ہر برقی شر بار کے ساتھ
آئی ہے خون کو بوجھار خدا خیر کرے

جن کو ہر موج ، نظر آتی ہے مانند ہنگ
ان کے ہاتھوں میں ہیں توار خدا خیر کرے

جن کو مٹنا عالم دین ہونے کا دعوئے وہی لوگ
ہو گئے ذر کے پرستار خدا خیر کرے

جس کی مسجد سے میں شہادت ہو اسی کے پرورد
اب نمازوں سے ہیں بیزار خدا خیر کرے

اب نائش کے لئے ہوتا ہے ذکرِ شبیر
لوگ رہتا ہیں عسرا دار خدا خیر کرے

میرے ماحول میں اُن کتنی گھٹن ہے خاکی
سانس لینا بھی ہے دشوار خدا خیر کرے

کفار کو عس و دج پر اپنے غرور ہے
اے تاجدارِ عرشِ نشاں آ بھی جائیے

نگر اُٹھا دیا تھا نقور میں آپ کے
ساحل ہوا نظر سے نہاں آ بھی جائیے

گردابِ اضطراب کی گہراٹیوں میں ہم
کب تک رہیں گے نوحہ کُناں آ بھی جائیے

پیغمبرانہ جائے آنکھ اسی انتظار میں
لے کر دوائے درد نہاں آ بھی جائیے

اب پشت بے خمیدہ گناہوں کے بوجھ سے
خست ہوئے ہیں تاب توں آ بھی جائیے

اب کوئی آسرا ہی نہیں آپ کے سوا
مشکلات کے راحت جاں آ بھی جائیے



بولائے گلِ امامِ زماں آ بھی جائیے
اب رُکھڑا رہی ہے زباں آ بھی جائیے

تاریک ہیں زماں و مکاں آ بھی جائیے
دسے دیکھئے سحر کی اذیاں آ بھی جائیے

جوشِ جنوں میں خطِ ارضی کو چھوڑ کر
انسان ہے حسد میں رواں آ بھی جائیے

کہنے کو چاند پر بھی گیا ہے بشر مگر
دل کی لگی بجھ ہے کہاں آ بھی جائیے

سرکار، انتظار کی طاقت نہیں رہی
حالات آپ پر ہیں عیاں ابھی جائیے

مولا، اب امتحان نہ لیجے دفوں کا
خاکی کو اپنا ہوش کہاں ابھی جائیے



نئے مسائل سجا کے دامن میں لارہا ہے نیاز مانہ
ہوس کے آذر بنا رہے ہیں قدم قدم بڑھنا خانہ

جدید فنلوں کو ڈس رہے ہیں پہنولے زلف مغربی کے
افواں کے بدلے ہے قص و غنم، دھوکے بدلے مئے شہانہ

بنا کے تہذیب کا جہانہ لباس سے بے نیاز ہو کر
حیا و عفت شکار کرنے نکل پڑا حسن کا فرانہ

علوم مغرب نے درسوں کی فضا کو مسموم کر دیا ہے
جدید سائنس کی زباں پر کئی منظر یے ہیں ممدانہ

یہی سبب ہے کہ ہر ترقی کسی تنزل کی ابتدا ہے
ہر ایک ایجاد بن گئی ہے کسی تباہی کا شاخسانہ

کمی نہیں و اعظوں کی لیکن ہے انکی کثرت بھی مصلحت میں
معاشرے سے معاشرت کا تراش لیتے ہیں اک بہانہ

جہاں میں کثرت ہے عالموں کی عمل سے جن کو عرض نہیں ہے
فرز زمین ہے ذکر بودر، سوال زر ہے درون خانہ!

یہی سبب ہے کہ جاہلوں میں مذاق اڑتا ہے عالموں کا
جو مصلحت میں نہیں ہیں ان سے سلوک ہوتا ہے جارحانہ

یہ بد نصیبی نہیں تو کیا ہے معاشرہ ہی بگڑ چکا ہے
اب ایسی صورت میں کون لے کر اٹھے نصیحت کا تازیانہ

بشر کے بس میں نہیں ہے خاکی علاج اس ڈھب کی اتیری کا
امام دوراں کی سمٹ چلیے پہن سکے ملبوس قنبرانہ

مطلع

خدا کی قدرت کا کارخانہ چلا رہے ہیں جو غائبانہ
ان ہی کے قدموں میں جا کے ہو گا علاج سمیت زمانہ

کبھی نہ پھیلا کسی کے آگے ہمارا دستِ قلندرانہ
ہم ان کے دوکے گدا ہیں جن کو خدا نے سونپا ہے دانہ دانہ

محمد مصطفیٰ کی سیرت، علی کا اندازِ عارف نہ ا
توڑا کا صدق و خلق و عصمت حسن کا ایشارہ مخلصانہ

جہادِ شبیرِ عزمِ زینبِ وفائے عباسِ صبرِ عابد
علومِ باقرہ، شعورِ جعفر، عروجِ پندارِ کاظمیانہ

رفقا کی صولت تقی کی حکمت نقی کا عرفانِ حسن کی ہیبت
یہ ساری باتیں ہوں جس میں یکجا پھر اسکی عظمت کا کیا ٹھکانہ

اسی کے قبضے میں بحرِ روبرہاں اسی کے تابع شجرِ بحر ہیں
یہ ربِ کعبہ ہر ایک شے پر تصرف اُسا کا ہے جاودانہ

اسی کے نقشِ قدم سے روشن ہیں آسمانوں کی لہکشاہی
نجوم و شمس و قمر اُسی کا طواف کرتے ہیں فدویانہ

فضائے غیب و شہود جس کی اُحدود ہیں بے اُحدود جسکی
”قربیب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ“

جسے بیتر ہے چشمِ بینا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا
کتابِ عالم کے ہر ورق پر لکھا ہوا ہے یہی فسائے

ہماری حالتِ زبوں ہے لیکن ہمیں یہ سن کر سکون سے خاکتے
ہمارے ایمان کی پاسبان ہے خدا کی وہ حجت یگانہ

لہ علامہ اقبالؒ



خدا کے امر کا جس پر نزول ہوتا ہے
وہی امام بجائے رسول ہوتا ہے

ستارہ جس کے نقوشِ قدم کا بوسہ لے
وہی شریکِ حیاتِ نبول ہوتا ہے

حدیثِ لجمکِ لحمی ہو جس کے بارے میں
وہی تودین کی اصلِ اصول ہوتا ہے

جبک سے جس کی زمیں پر گناہ ہو جنت کا
وہ صرف گلشنِ زہرا کا پھول ہوتا ہے

شہود و غیبِ امامت سے یوں زمانے میں
نظر میں نور کا جیسے شمول ہوتا ہے

سحر ظہورِ امامت کی آہی جائے گی
شبِ فراق میں ظاہر ہے طول ہوتا ہے

پر معجزہ ہے عرصہ کہیں ہو داخلِ آب
امامِ عصر کو فوراً وصول ہوتا ہے

مجھے بھی ہوگی زیارتِ نصیبِ اے خاکِ
سلامِ دل سے اگر ہو قبول ہوتا ہے



میں اُن کی جستجو میں رہوں گم تو عید ہو
نکلےں میری تلاش میں انجم تو عید ہو

اگر امامِ عصر کہیں قسم تو عید ہو
مردہ رنگوں میں پھر ہو تلامطم تو عید ہو

دنیا کو پھر سے امن کا پیغام بسرے
ٹھنڈا ہو عصیت کا جہنم تو عید ہو

اک عمر جن کی آہ و بکا میں گزر گئی
اُنکے لبوں پر آئے تبسم تو عید ہو

گردابِ حادثات ہے جو نگاہ تک
ساحل سے ہو نظر کا تعادم تو عید ہو



خدا کے راز داں بھی ہیں نبی کے زجباں بھی ہیں
زمین و آسماں میں جو ہے اس کے حکمراں بھی ہیں

علی کا علم، زہرا کی صداقت میں نمایاں ہے
حسن کی طرح سے اسلام کے وہ پاساں بھی ہیں

حیثی جرات کر دار بھی درہ میں آئی ہے
بطر زینب و عباس دیں کے بانباں بھی ہیں

خدا کے راستے پر عابد و باقر کی صورت میں
شریک کارواں بھی ہیں امیر کارواں بھی ہیں

بارہ درسی ہے علم کی شہر رسولؐ میں
پیدا ہو اُس سے ربطِ تعلیم تو عید ہو

تعریفِ اہلبیتِ بیاں ہو بطورِ نو
قرآن کو ملے جو تکلم تو عید ہو

جس کی جبین ہے نورِ رسالت لئے ہوئے
قدموں کو اُس کے چوم لیں ہم تم تو عید ہو

تا بانہ جمالِ امامت کو دیکھ لیں
نکلے اگر یہ حسرتِ مردم تو عید ہو

اک سابقہ رسول کہے گا امام سے
فرمائیے حضورِ تقدیم تو عید ہو

خاک کی سہ کو بھی شرابِ مودت سے عشق ہے
ساعز کے بدلے آج ملے تم تو عید ہو

جہاں مخلوق ہوگی تحتِ محبوب بھی ہوگی
برایں صورت یقیناً وہ فرازِ کبکشاں بھی ہیں

فرشتے سب ہیں اُنکے حکم کی تعمیل میں کوشاں
وہی امرِ الہی کے امین و ترجمان بھی ہیں

ہمارے اور اُن کے درمیان غیبت کا پردہ ہے
وہ اس پردے میں نگرانِ امورِ دو جہاں بھی ہیں

دلوں کے حال سے واقف ہیں وہ اُنکو خبر ہوگی
کہ اُنکے چاہنے والے غموں سے نیم جاں بھی ہیں

ہمارا ہر نفس ہے وقف اُن کی یاد میں خاکِ
ہماری جان ہو قربان اُن پر وہ جہاں بھی ہیں

شعبت کی نگہبانی میں جعفرؑ اور کاظمؑ ہیں
رضا کی طرح عزت میں انیس و نہریاں بھی ہیں

تقیؑ کی آن ہے اُن میں نقیؑ کہ شان ہے اُن میں
بطرزِ عکبری اب وہ امامِ انس و جاں بھی ہیں

خدا نے ان کو اپنی حجتِ آخر بنا یا ہے
ہمارے درمیان رہ کر وہ نظروں سے نکل بھی ہیں

خدا کے امر کی منزل بھی ہیں قرآن کی رُوسے
پیغمبر کی دراشت سے شہِ کون و مکاں بھی ہیں

زمانہ اُن کا مرکب ہے ستارے اُنکے تابع ہیں
زمین کی آبر و بھی ہیں شکوہ آسماں بھی ہیں!

نظر ہر شے پر ہے اُن کی خبر ہر پل کی ہے اُن کو
بغیر انہی وہ یہاں بھی ہیں وہاں بھی ہیں

نورِ صبح کا ذب سے دلوں کا امتحان کب تک
شبِ فرقت کا یہ پردہ رہے گا دریاں کب تک

ہماری آرزو نے عشق کا احرام باندھا ہے
شریکِ کارواں ہو گا امیرِ کارواں کب تک

گلگوں کے پالنے والے گلستانوں کے رکھوالے
رہے گا بھلیوں کی زد پر میرا آسٹیاں کب تک

عریضہ میں نے اپنی ڈوبتی بنصوں سے بھیجا ہے
رہے گی دل کی کشتی موجِ ہستی پر رواں کب تک

خدارا کوئی تبتلا دے وہ کب آئیں گے مصل میں
اب ان کے چاہنے والے رہینگے تو ہم کب تک

میری آنکھیں قدمِ بومسی کی خواہش میں کشادہ ہیں
ادب سے ایک رُخِ محطری رہینگے تکیاں کب تک

خزاں کا دور ہے پتے تبتلاؤں کے بکھرے ہیں
صبا لائے گی پیغامِ بہارِ جاوداں کب تک

سُکھتی جا رہی ہیں رفتہ رفتہ دھڑکنیں دل کی
میرے سینے سے اب اٹھتا ہے یہ حواں کب تک

میرے مولا میرے آقا ذرا یہ تو تبا دیجے
کہ میری آرزو میں جاؤں گی اب رنگاں کب تک

خدا کے واسطے مولا نقابِ رُخِ الٹ دیجے
رہے گا آپ کا خاکے سے یہ مصروفِ فغاں کب تک

نگہبانی جو کرتے ہیں نگاہوں سے نہاں ہو کر
وہ اتنی دُور کیوں رہتے ہیں اچھتے مہربان ہو کر

خدا جانے ہمیں سو نپا گیا کیوں انتظار اُن کا
اٹھائیں کیسے یہ بارگراں ہم ناتواں ہو کر

دل بے تاب کے ہمراہ اُنکو ڈھونڈنے نکلیں
تنائیں امیدیں آرزوئیں سب جوان ہو کر

عرینہ اپنے خونِ دل سے لکھ لوں میں تو میری
لہو کچھ کام تو آجائے آنکھوں سے رواں ہو کر

زمین پر چھا گیا ہے ابر کا لی رات کی صورت
وہ آجائیں تو اڑ جائے گی یہ ظلمت دھواں ہو کر

قیامت کا یہ وعدہ دیکھئے کب جا کے پورا ہو
ہماری کوششیں سب رہ گئی ہیں رائیگاں ہو کر

اسی امید پر زندہ ہیں اُن کے چاہنے والے
کہ اک دن خود بخود آجائیں گے وہ مہربان ہو کر

بڑی بے ربط سی ہونے لگی ہیں دھڑکیں دل کی
مرضی عشق رہ جائے نہ محروم اذراں ہو کر

خدا کے واسطے اسے رہنا تکلیف تو ہو گی
ہمیں منزل پہ پہنچا دے شریکِ کار رواں ہو کر

جنہیں ان کی قدم بوسی کی عزت مل گئی خاکتے
دہ درے جگمگاتے ہی رہیں گے کہکشاں ہو کر

آنکھیں مجھکا کے دل کی نگاہوں سے دیکھو
پردے میں ہے نمونہ ایمانِ فاطمہؑ

اس آستان کا فیض زمانے میں عام ہے
مٹتا ہے سب کو صدقہٴ دامانِ فاطمہؑ

سائل یہاں پہنچ کے پٹتا ہے با مراد
جو مانگیں گے ملے گا بغضبانِ فاطمہؑ

خدمت میں پیش کش کو عریضے لٹے ہوئے
حاضر ہوئے ہیں آج عنلا مانِ فاطمہؑ

اُنکو خبر ہے دل میں ہے کس کس کے کیا سوال
بے مانگے بھیک لیں گے گدایانِ فاطمہؑ

ایمان اور یقین میں خامی سہی مگر
ہم سب ہیں دشمنانِ عدوانِ فاطمہؑ



پردہ میں ہے جو حاملِ عرفانِ فاطمہؑ
کہتے ہیں اُس کو محبتِ یزدانِ فاطمہؑ

نورِ رسولِ وارثِ ایوانِ فاطمہؑ
قائم ہے جس سے سلسلہٴ شانِ فاطمہؑ

توحید کی صیانت و تبلیغ کے لئے
موجود ہے خطیبِ دبستانِ فاطمہؑ

شر سے بچی ہوئی ہے قیامت کے واسطے
دنیا میں عدل کے لئے میزانِ فاطمہؑ

اے محبت الہیہ اب آ بھی جائیے
لے کر جلو میں نورِ سپہراناںِ فاطمہؑ

فریاد کر رہا ہے زمانے کے ظلم پر
بیرب میں ایک گوشہٴ ویرانِ فاطمہؑ!

خاک کی آرزو ہے کہ آنکھوں سے دیکھے
یہ دائمی بربِ گلستانِ فاطمہؑ

رسولِ پاک کے قائم مقام کو ڈھونڈو
امامِ عصرِ علیہ السلام کو ڈھونڈو
ہر ایک سمت اندھیرا ہے اب زمانے میں
علیؑ کی نسل کے ماہِ تمام کو ڈھونڈو

ہر ایک فرد ہے بیچین ہر بشر بے گل
قدم قدم پہ اجسلس ہے گلی گلی مقبلس!
جوانِ بلاؤں کو ٹالے اُسے تلاش کرو
سکون جس سے ملے اُس نظام کو ڈھونڈو

گناہگار گناہوں پہ ناز کرتے ہیں
 باس تن سے بھری بزم میں اترتے ہیں
 نظر جھبکائے ہوئے اپنے راستے پہ چلو
 نبی کی ڈھال اعلیٰ کی حسام کو ڈھونڈو



وہ راہزن تھے جنہیں ہم نے راہبر سمجھا
 وہ ڈلڈلیں تھیں جنہیں ہم نے رہگذار سمجھا
 خرد یہ کہتی ہے خود کردہ را علاج نیست
 جنوں یہ کہتا ہے یارو امام کو ڈھونڈو



سکون و امن کا اب انحصار ہے ان پر
 نظر زمانے کی اب بار بار ہے ان پر
 قیامت آنے سے پہلے خدا کا وعدہ ہے
 غلوں دل سے شہِ خاص و عام کو ڈھونڈو

علاج گردشِ میل و نہار ممکن ہے
 خناں کے دور میں ذکرِ بہار ممکن ہے
 اگر کتابِ خدا پر یقین رکھتے ہو
 خدا کے واسطے معجزہ کلام کو ڈھونڈو



اکھڑ چلی ہے اگر سانس در درِ وقت میں
 عریضہ بیج کے دیکھو تو ان کی خدمت میں
 ملے گی بابرِ دگر زندگی خدا کی قسم!
 اٹھو، نبی کے مدارِ المہم کو ڈھونڈو



تصویراتِ عقیدت اجمالیہ تو سہی
خدا کے واسطے اُن کو پکاریے تو سہی
زبان پر آئے گا جب اُن کا نام آئیں گے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے



اُن ہی کے ذمہ ہے اسلام کی نگہبانی!
وہ جانتے ہیں کہاں کفر کی بے طغیانی
سپرد جن کے ہے یہ انتظام آئیں گے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے



بڑے بڑوں کا سر پر غرور توڑینگے
ہر ایک جنت کو ہمارے حضور توڑینگے
خدا کے حکم سے لے کر حُسام آئیں گے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے



یہ نظم ۱۹۷۱ء میں اس دن کہی گئی تھی جب بھارت
نے پاکستان پر حملہ کیا تھا۔

عریفہ بھیجا ہے میں نے امام آئیں گے
عائے کے پرتے ہیں مشکل میں کام آئیں گے

شدید کفر کا حملہ ہوا تو کیا ڈر ہے
نظر میں اُنکی محاذوں کا سارا منظر ہے
سنانے فتح میں کا پیام آئیں گے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے



آرزو تھی جنہیں بلانے کی
”سبے خبر گرم اُنکے آنے کی“

دل دھڑکنے لگا ہے پہلے ہی
بات کیسے کریں ٹھکانے کی

کیوں ہے اتنی طویل فصل خزاں
رُت کب آئے گی مسکرانے کی

اُنکو پہلے ہی سے خبر ہوگی
ہم ہیں اور ٹھو کریں نہانے کی

بجلیوں کی کشش کا باعث ہے
دلکشی میرے اُشبانے کی

برس رہے ہیں جو میدانِ جنگ میں گولے
گرنگے اُن پہ جنہوں نے محاذ میں کھولے
یہ سب ہمارے تحفظ میں کام آئینگے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے



ہمیں یقین ہے دشمن کا سر قلم ہوگا
جہاں نہ ہے کفر وہاں دین کا علم ہوگا
عدو کا کرنے کو وہ قتل عام آئیں گے
امامِ عصر علیہ السلام آئیں گے
علیٰ کے پوتے ہیں شکل میں کام آئینگے



صاف لفظوں میں بات کہتا ہوں
اب ضرورت نہیں چھپانے کی

فتنہ سامانیاں یہ دنیا کی
کوششیں ہیں ہمیں مٹانے کی

مسجدوں کا تو ذکر ہی کیا ہے
آنکھ کعبہ پر ہے زمانے کی

میں نے برسوں تجھے پکارا ہے
بات یہ بھی ہے اک سنلنے کی

اے پس پردہ رہنے والے سن
دیر ہے صرف تیرے آنے کی

اُن کی محفل میں آج خاکلنے
کی ہے جرات غزل سنانے کی



عرش پر پہنچے نہ کیوں آج دماغ بشری
چشم زگس کو میسر ہوئی پسر و پدہ دری
بارہویں برج میں ہے نور کی اب جلوہ گری
دیکھئے کون و مکان ہو گئے اٹنا عشری

غلبہ دگر سے دیاں کو بچانے کے لئے
نور ظاہر چھوٹا ظلمت کو مٹانے کے لئے

۱ صورت و سیرت سرکار رسالت لے کر
حیدری شوکت و انداز ولایت لے کر
فاطمی عصمت و تقدیس و طہارت لے کر
پھر حسینؑ اور حسنؑ کی سی عبادت لے کر
جس پر نازاں ہے امت وہ یگانہ آیا
قائم آئی محمدؐ کا زمانہ آیا



۱ ہے وہی سید سجادؑ کا اندازِ خرام
باقرؑ و جعفرؑ و کاظمؑ کا سا اسلوبِ کلام
ہو پو مثلِ رضاؑ ان کا فتوہ اور قیام
یہ امام ابنِ امام ابنِ امام ابنِ امام
ان میں شانِ تقویٰ و تقویٰ ملتی ہے
عسکری رنگت میں خوشے بنوی ملتی ہے

دینِ اسلام کی خالق کو بقا تھی مقصود
ہے نبوت کی نیابت میں امامت و وجود
مجزہ جن کا ہے یہ زندگیِ نبیؐ و شہود
ان کی خدمت کا شرف ہم کو عطا کر معبود
صاحبِ العصر کی ہم کو بھی زیارت ہو جائے
ورنہ ہے خون کہ یہ عمر اکارت ہو جائے



سرفت ان کی نہیں جس کو مسلمان کہاں
لاکھ عابد ہو مگر قلب میں ایمان کہاں
ہو کے عزت سے جدا ملتا ہے قرآن کہاں
چھوڑ کر ان کو بھلا جائیگے نادان کہاں
مالکِ عصر ہیں وہ وقت کے سراج ہیں وہ
نائبِ السلطنت صاحبِ سراج ہیں وہ

پھر یہود اور نصاریٰ میں وہی سازش ہے
 پھر وہی کفر کی یلغار وہی خواہش ہے
 پھر وہی فتنوں کی ہر ملک میں افزائش ہے
 دین اسلام مٹانے کے لئے کاوش ہے

آج بازوئے مسلمان میں کہیں جان نہیں
 کوئی دنوں ٹسکن موٹھے دریاں نہیں



جو کہ تھا دورِ نیریدی میں اب عالم ہے وہی
 حُسنِ کافر ہے وہی زُلفِ کافر خم ہے وہی
 رقصِ مستانہ وہی بزم میں سرگرم ہے وہی
 بارہ وجام کی پھر گردشِ پیہم ہے وہی
 جس کو دیکھو وہی اسلام سے بے گانہ ہے
 دین اس دور میں بھولا ہوا افسانہ ہے

ذات پر ان کی ہے میں بارِ شریعت کا مدار
 اب وہی کون و مکان کیلئے ہیں وجہ و قار
 ان سے الفت جو نہیں ہے تو نمازیں بے کار
 روزہ خاتقے کی طرح حج ہے محض یہوشکار
 ان کا قائل جو مسلمان نہیں، کافر ہے
 غیب پر جس کا کہ ایمان نہیں، کافر ہے



جن پر نمازاں ہے رسالت وہ ہمارے ہیں نام
 ہم کو بے فخر کہ ہم لوگ ہیں سب اُنکے غلام
 ہم نے آج اپنے عزیزوں میں یہ بھیجا ہے پیام
 کب تک اس عالمِ غیبت میں کریں گے آرام
 ظلم اور جور کی ہر سمف عملداری ہے
 آئیے آئیے ایک ایک منٹ بھاری ہے

دل میں ارمان یہی ہے کہ زیارت ہو جائے
 اک غلامی کی سند مجھ کو عنایت ہو جائے
 آپ کے سایہ پرچم میں شہادت ہو جائے
 آپ آجاؤں تو پھر چاہے قیامت ہو جائے
 آپ آئیں گے تو ایساں پہ نکھار آئے گا
 خالی خاک نشیں کو بھی قرار آئے گا

اپنی موانے کو پھر واقعہ سازی ہے وہی
 کشمکش پھر ہے وہی تفرقہ بازی ہے وہی
 آج ناموس پہ پھر دست دمازی ہے وہی
 دین کے کام میں پھر رخنہ طرازی ہے وہی
 شکوہ اقبال کو بھی تھا کہ غازی نہ رہے
 جن میں تھی روح مسلمان وہ مجازی نہیں ہے



میرے مولا میرے آقا میرے معصوم امام
 ظلم اور جور سے خالی نہیں اب کوئی مقسام
 آج دنیا میں ہر اک سمت چپا ہے کھرام
 آئیے در نہ چلا آپ کے جد کا اسلام
 اتنی ڈھارس ہے کہ ظاہر جو امامت ہوگی،
 کفر کے واسطے دنیا میں قیامت ہوگی

دستور تھا یہ عہد رسالت مآب میں
آتی تھیں آئیں شرف بوتراب میں

مرح علیؑ ہے ایسے خدا کی کتاب میں
خوشبو کا جس طرح ہو خزانہ گلاب میں

انجیل ایسی کی کہانی کہے گئی
جو دشمن علیؑ سے رہے پیچ و تاب میں

اس واسطے حیات کی خواہش ہے دوستو
لطیف آ رہا ہے بندگی بوتراب میں

ذکر علیؑ کے عہد سے ذکر کر بلا
یہ منزلِ عظیم ہے راہِ ثواب میں

کام آسکی نہ تشنہ دہان کے باب میں
ہر موج آب آب ہے اس اضطراب میں

کرب و بلا میں کرنے کا نصرتِ حسینؑ
یہ سوز آج تک ہے دلِ آفتاب میں

قرابانیاں حسینؑ علیہ السلام کی
آیات بن کے آئی تھیں ام الکتاب میں

سویا جو میں تصورِ حُسدِ بریں نے
تصویر کر بلا کی نظر آئی خواب میں

محسوس ہو رہا ہے کہ دنیا بدل گئی
مولا کا انتظار ہے اب اضطراب میں

مطلع

جب سے چھاپے چہرہ ایمان نقاب میں
انسانیت خدا کی قسم ہے عذاب میں

فتنوں کی پردریش ہے ہر اک انقلاب میں
ہر جنگ جو ہے امن کی رنگیں نقاب میں

صدیوں سے ذوالفقار ہے اب جن کی ڈاب میں
ہم نے عریضہ بھیجا ہے اُن کی جناب میں

غیبت کا طولِ تڑبِ قیامت سے جا ملا
افکارِ تنک کے رہ گئے راہِ حساب میں

اہلِ نظر تلاش میں ہیں اُس امام کے
اک سابقہ رسول ہو جس کی رکاب میں

کس دن نصیب ہو گی زیارت حضور کی
ہر شب گزر رہی اسی اضطراب میں

خانگی کی سمت بھی ہو عنایت کی اک نظر
بند سے کا حق بھی ہے کہ مے حساب میں



قدرت کو دیکھ دیکھ کے پروردگار کی
آنکھوں کو جستجو ہے کسی شاہکار کی

اڑتی خبر ملی جو میرے اضطراب کی
کلیوں نے بات چھیڑ دی فصلِ بہار کی

طولِ شبِ فراقِ قیامت سے کم نہیں
صدیوں کے آنسوؤں نے یہ مدت شمار کی

جس پر خدا کی محبت قائم ہے گامزن
ہر کہکشاں ہے گرد اسی رہ گزار کی

قطروں کی طرح جس میں ہیں ہر سوہ و نجوم
افکار کو تلاش ہے اس آبتار کی

دھڑکن یہ کہہ رہی ہے دل بے قرار کی
آہٹ سوز قدم قیامت مدار کی

پہچان ایک یہ ہے شے نامدار کی
باتوں میں ان کے باگ بے یل و نہار کی

ڈوری نہیں ہے ڈاب میں یہ ذوالقدر کی
لہرا رہی ہے برق، کسی کو ہزار کی

پوشاک جسم پر ہے نیا کے علوم کی
دستار فرق پر ہے علی کے وقار کی

تظہیر کی روا ہے کمر سے بندھی ہوئی
قدرت لئے ہیں فاطمہ کے اقتدار کی

کردار ہے حسین علیہ السلام کا
صورت حسن کی طرح ہے قول و قرار کی

سجاوٹ کی ہے شان قیام و قنود میر سے
خاکِ قدمِ روا ہے عنبرِ روزگار کی

باقر کا علم، جعفر صادق کا صدق ہے
رحمتِ نفسِ نفس میں ہے پردہ نگار کی

کاظم کی زندگی کا نمونہ ہے سامنے
قرآن دے رہا ہے گواہی وقار کی

تھوٹی میں خدو خال امامِ تقی کے میر سے
تقدیر میں جھلک ہے نقی کے شعار کی

رہسیت ہے عسکری کی عیاں بات بات سے
نکلے گی جانِ خوف سے ہر تابکار کی



اسلام کو بچائے گا کون آپ کے سوا
یہ معجزہ دکھائے گا کون آپ کے سوا

کس میں ملیں گی ساری رسالت کی خوبیاں
نظروں میں اب سمانے گا کون آپ کے سوا

راہِ خدا میں حیدر و شہر کی شکل میں
انخلاص اب دکھائے گا کون آپ کے سوا

عباس اور حسین کے عزم و وفا کے ساتھ
تلوار اب اٹھائے گا کون آپ کے سوا

آئے ہیں وہ تنظیم عدالت لئے ہوئے
دیکھے گی کائنات حسدیں اختیار کی

خاکِ اٹھو امام کی تنظیم کے لئے
قدرت کو آج دیکھو لو پروردگار کی

مشکل کشائی آپ نے درشتے میں پائی ہے
مولا مدد کو آئے گا کون آپ کے سوا

لمت کو حادثات نے مفلوج کر دیا
اس مردہ کو جلانے گا کون آپ کے سوا

قرآن جاہلوں کی جماعت میں گھس گیا
نصرت کو اس کی آئے گا کون آپ کے سوا

ہر راہبر نے راہزنی اختیار کی
اب راستہ دکھانے گا کون آپ کے سوا

اب مہر و ماہ پر بھی بھروسہ نہیں رہا
تاریکیاں مٹانے گا کون آپ کے سوا

مکن نہیں تیز، حلال و حرام کے
پاکیزگی سکھانے گا کون آپ کے سوا

باہر بھی سازشیں ہیں وطن میں بھی سازشیں
اس نقتے کو دبائے گا کون آپ کے سوا

اب تو قدم قدم پر سے مقل بنا ہوا،
انسان کو بچانے گا کون آپ کے سوا

بتنے ہوس پرست ہیں اتنی جماعتیں
یہ تعزتے مٹانے گا کون آپ کے سوا

ماحول ہونا ک سے سمجھ ہوئے ہیں لوگ
دامن میں اب چھپانے گا کون آپ کے سوا

خاکی بھی سینہ تان کے دنیا میں چل سکے
وہ انقلاب لانے گا کون آپ کے سوا



اربابِ فکر و فہم سے میرا خطاب ہے
یہ شاعری نہیں ہے حساب و کتاب ہے
اس وقت پوری قوم کی حالت خراب ہے
کچھ غور کیجئے کہ یہ کیسا عذاب ہے

”دل کے پھوپھے جل اٹھے سینے کے لانگ سے“
”اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے“

پہلے ہمارے نام سے لرزاں تھے شرق و غرب
اب دیکھتے ہیں ہم کو حقارت سے اہل حرب
وہ دن گئے کہ کوہِ ثکن تھی ہماری ضرب
اب تیغ کی جگہ ہے دہن میں زبانِ حرب

نوٹ سے ہزار فوج تھی گردی پڑی ہوئی
لیکن ہمیں تھی عیش و طرب کی پڑی ہوئی



ہر روز کھیل کود ہے ہر روز ناچ رنگ
ہے نعرۂ جہاد کے بدلے رباب و چنگ
دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ سر پر کھڑی ہے جنگ
لیکن ہماری عقل ہے اور بے حس کا رنگ

ہاتھوں میں جام ہے زبانوں پہ واہ ہے
کس سے کہوں کہ قوم کی حالت تباہ ہے

یہ ساڑھے چھ کروڑ مسلمان ہائے ہائے
یہ ارضِ پاک اور یہ طوفان ہائے ہائے
یہ اپنا ہاتھ اپنا ہی نقصان ہائے ہائے
یہ قوم ہائے ہائے یہاں ہائے ہائے
تاریکیوں میں نجات نہ کہو جائے پھر کہیں
اسپین کا ساحل نہ ہو جائے پھر کہیں



دانشور و خدا کے لئے قوم کو جگاؤ ،
اُٹھو، رسول کے لئے اسلام کو بچاؤ
مولائے کائنات کے در پر ہمدان لگاؤ
اب معجزے کا وقت ہے معجزنا کو لاؤ
لازم ہے اب تلاش سچائے قوم کی
یہ آخری سبیل ہے اچائے قوم کی

وہ عجبتِ خدا کہ جو ہے لاریٰ رسولؐ
سند نشین سلسلہٴ حیدر و تبولؐ
شمس و مہ و نجوم ہیں جس کے قدم کی وصول
ہے جس کی ملکیت میں زمانے کا ارض و طول
آنکھوں سے دور رہ کے جو دل کے قریب
اُس سے مدد نہ مانگنا کتنا عجیب ہے



وہ ترجمانِ قدرتِ حق صاحبِ زماں ،
ہمیں نظر ہے جس کے زمانے کی داستان
آگاہ ہے کہ آج مسلمان ہیں نیم جاں
لیکن پکار ہے تو اُسے ہو کے ہم زباں
اُس رہبرِ حیات کو آواز دیجئے ،
مولائے کائنات کو آواز دیجئے ،

کہتے کہ اسے امام زمین و زماں مسد
 اسے واقف امور عیاں و نہاں مسد
 اسے حامل تجلید کون و مکاں مسد
 آئینہ دار سلسلہ جاوداں مسد
 گرداب میں ہے کشتی امت بچانیے
 آجانیے خدا کے لئے آجھی جانیے



مولا گناہگار ہیں ہم نابکار ہیں
 جو کچھ کیا ہے اس پر بہت شرمسار ہیں
 آقا مدد کو آئیے امیدوار ہیں
 ہم کو پناہ دیجئے ہم بے وقار ہیں
 سرکار کائنات کے حاجت روا ہیں آپ
 مشکل کو دور کیجئے مشکلاں ہیں آپ

Syed Najar
 24.7.2009